OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

مختلف تہذیب وادوار میں خواتین کے حقوق کا اسلامی حقوق سے تقابلی جائزہ

A comparative study of women's rights in different cultures and periods with Islamic rights

Dr. Muhammad Naseer
Assistant Professor
Department of Islamic Studies and Arabic,
Gomal University, Dera Ismail Khan
m.naseer7119@gmail.com

Muhammad Affan ul Haq
Research Scholar
Department of Islamic Studies, University of Karachi
affan.ahsani@gmail.com

Abstract

Historical evidences show that there was no one to take care of the nobility and rights of women. They were treated with cruelty. They were treated like animals. They were not given rights. There was no humanity in the people of that era. According to human rights women was considered as decadent and weak that cannot even protect herself. Women are dependent on men from the start of the world. Realityis that the life of women without men is not only difficult but almost impossible.

On contrary, if we take a look on historiographies, it is clear that men oppressed women to the final limits. Everywhere women were treated badly. In this regard there was no salient difference in mannered and unmannered, united and non-united nation and personals. Even though litigating their evolution and social values they were encountered by, either women were enslaved to the trees after death of their husbands, considered more venomous than snakes & scorpions, said to be the welcoming door of shaitan considered as a child production factory, even buried alive but after Islam women are jawed as a sign of nobility. Islam carried women from the darkness of

CC BY

barbarousness to the heights of respect which they would be proud of.

Islam introduced women as a daughter gifted her a noble position of a mother and also gave her a role as a wife to complete a real happy family & society. Islam reserved her rights but also protected her respect. This is the brilliance of Islam that is said:

"Heaven lies under Mother's feet"

ماں کی دعا جنت کی ہوا

Key words: Islam, women, snakes, scorpions, wife, daughter ،humanity ،human rights ،child ،

تمہید:

کائنات میں اللہ رب العزت نے نظام کائنات چلانے کے لئے مرد وعورت کو پیدا فرمایا اور دونوں کے حقوق بھی متعین کردیئے۔ عورت اور مرد صرف ایک دوسرے کے شریک حیات ہی نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت نے دونوں کو ایک دوسرے کا ساتھی اور غمگسار بنایا ہے۔ اللہ رب العزت نے مرد وعورت کے درمیان رشتوں کی نازک ڈور کو محبت ومودۃ کی کڑیوں کے ساتھ باندھا اور پرویا ہے۔ انسانیت کی تکمیل اور معاشرے کی تشکیل میں دونوں کے حقوق اور مراعات کا تعین فرمادیا۔ لیکن آغاز عالم سے ہی عورت مرد کی اور مرد عورت کا محتاج ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں مرد وعورت کا ایک دوسرے کی مدد کے بغیر زندہ رہنا ناممکن اور محال ہے۔ لیکن گزرتے وقت کے ساتھ مرد نے عورت پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے، اور ذلت ورسوائی کو عورت کا مقدر بنادیا۔ اسے تمام برائیوں کا سبب اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اہل عرب کے بدترین رویے کا قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اس طرح ذکر فرمایا ہے: "وَيَجْعَلُونَ لِلّٰہِ مَا يَكْرَهُونَ"۔ "اور وہ اللہ کے لئے وہ کچھ ٹھہراتے ہیں جنہیں وہ خود بھی پسند نہیں کرتے"۔ یعنی کفار مکہ اللہ کی بیٹیاں ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے، دوسری آیت میں ہیکہ: " وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ"۔ "یعنی یہ لوگ اللہ کے لئے تو بیٹیاں ٹھہراتے ہیں جو اس سے پاک ہے اور اپنے لئے وہ جو چاہیں"۔ غرض یہ کہ عرب میں عورت کو ناپسند کیا جانے لگا، اور عورت کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جانے لگا۔ لیکن اسلام نے عورت کو عزت بخشی اور کائنات پر عورت کی عظمت اور اس کے مقام کو ہر مرد کے لئے جزلاینفک بنا کر پیش کردیا۔

موضوع کی اہمیت:

اللہ تعالی نے معاشرے میں مرد کو عورت کے ذریعے اور عورت کو مرد کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ تاریخ کے اوراق

سے پتہ چلتاہے کہ ہر عہد میں عورت کیسے کیسے مصائب ومکروہات جھیلتی رہی اور کتنی بے دردی سے کیسی کیسی پستیوں میں پھینک دی گئی۔ لیکن جب اسلام کا ابر رحمت برسا تو عورت کی حیثیت یکدم بدل گئی ۔ محسن انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ نے انسانی سماج پر احسانِ عظیم فرمایا۔ عورتوں کو ظلم ،بے حیائی ، رسوائی اور تباہی کے گڑھے سے نکالا انہیں تحفظ بخشاان کے حقوق اجاگر کیے ماں، بہن ، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے ان کے فرائض بتلائے اورانہیں شمع خانہ بناکر عزت واحترام کی سب سے اونچی مسند پر فائز کردیا۔ عورتوں کے نام پر قرآن شریف میں ایک مستقل سورت "سورۃ النساء" کے نام سے نازل فرمادی، جس سے عورت کا مقام ومرتبہ اور بلند ہوجاتاہے اور یہ عورت کے لئے ایک اعزاز کی بات ہے۔ا س کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے **عورت کو دنیا کی سب سے بہترین اور فائدہ اٹھانے والی چیز قرار دیا ہے۔**

سابقہ کام کا جائزہ:

اگر ہم اس موضوع پر نظر دوڑائیں تو ہمیں بہت سی ایسی کتابیں نظر آتی ہیں جن میں خواتین کے حقوق پر بات کی گئی ہے۔ جس میں حافظ سید ضیاء الدین صاحب کی کتاب "عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام" ہے۔ جس میں عورت کی حیثیت پر مختلف جہات سے بحث کی گئی ہے۔اور دوسری کتاب جلال الدین عمری صاحب کی "اسلام میں عورت کے حقوق " کے نام ہے۔اس میں اسلام میں عورتوں کے حقوق پر بحث کی گئی۔ لیکن ہماری نظر میں عورتوں کے حقوق پر اس سے پہلے اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا گیا جس میں ہر مذہب اور ہر زمانے اور ہر تہذیب میں عورتوں پر کی جانے والے زیادتیوں اور ان کے حقوق کی پامالی کو بیان کیا گیا ہو۔اور ساتھ ساتھ اسلام میں عورتوں کے حقوق کو بھی واضح کیا گیا ہو۔درج ذیل آرٹیکل میں خواتین کے حقوق کو غیر الہامی مذاہب، مختلف تہذیب ومعاشروں میں خواتین کو حقوق کو واضھ کیا گیاہے پھر اس کے بعد اسلام میں خواتین کے واضح کیا گیاہے۔

موضوع تحقیق کے بنیادی سوالات:

- خواتین کے حقوق غیر الہامی مذہب میں کیاہیں ؟
- خواتین کے حقوق الہامی مذہب میں کیاہیں ؟
- خواتین کے بارے میں عیسائی پادریوں اور راہبوں کے آراء
- عرب جاہلیت میں خواتین کے ساتھ سلوک
- مختلف تہذیب ومعاشروں میں عورت کی حیثیت
- آخر میں اسلام میں عورتوں کو کیا بلند مقام دیاہے ؟

خواتین کے حقوق غیر الہامی مذہب میں:

ہندو مذہب میں خواتین کے حقوق:

ہندو مذہب کا شمار دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے، اس کے پیروکار کروڑوں کی تعداد میں دنیا میں موجود ہیں، ہندو مذہب سماجی قوانین کے مجموعہ پر مشتمل ہے، اس کی مقدس کتاب وید ہے، اس کے علاوہ اپنشد، پران، گیتا اور سماجی قوانین کے کے مجموعے شاستر بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

جھوٹ بولنا، فریب دینا، دھوکہ، حرص ولالچ یہ عورت کے اندر اس کے کرداری عیوب ہیں۔ عورتوں کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی۔ ہندوؤں کے ایک بڑے جس کا نام اندر ہے اس نے خود کہا ہے کہ عورت کا دل استقلال سے خالی ہے اور وہ عقل کی رو سے ایک ہلکی چیز ہے۔ ہندو مذہب میں عورتوں اور شودروں کو جائیداد سے بالکل محروم رکھا گیا ہے۔ اور لڑکی کو اپنے باپ کی جائیداد میں وارث شمار نہیں کیا گیا۔ کسی بھی عورت کو خاوند سے حکومت نہیں مل سکتی اگر کسی بیوہ کو اپنے شوہر کی طرف سے جائیداد ملتی ہے تو اسے جائیداد فروخت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ہندو مذہب میں عورت کو خلع کا حق حاصل نہیں ہے، خاوند کتنا ہی ظالم اور بے رحم کیوں نہ ہو، یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ جس سے صحت ممکن نہیں تو بھی اس عورت کو اس سے علیحدہ ہونے کی اجازت نہیں۔

"یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ" میں ہندوستان کا نقشہ مصنف نے اس طرح کھینچا ہے کہ:

رگ وید میں (جس میں انسان کے جد امجد کی حکایات بھی ہیں) عورتوں کو پست اور حقیر مقام دیا گیا ہے، بعد میں یہ سمجھا جانے لگا کہ وہ روحانی طور پر نا قابل اعتبار اور تقریباً بے روح ہیں، مرنے کے بعد مردوں کی نیکیوں کے بغیر اس کو بقا حاصل نہیں ہو سکتی، اس کی ساری امیدوں کو ختم کرنے والے مذہب کے ساتھ رسم ورواج کی بیڑیوں نے یہ ناممکن کر دیا کہ عورت کسی نمایاں شخصیت کو جنم دے سکے، بچپن کی شادی کی رسم، بیواؤں سے نفرت پرستی اور پردہ ایسے سماج کے حسب حال ہیں جس میں عورتوں کی اہمیت بچے جاننے والی مخلوق سے زائد نہیں، نوزائیدہ لڑکیوں کی موت ایک ایسی دنیا میں ان کے لئے رحمت ہے جس میں اسے شکوک، برائی کا سرچشمہ دھوکہ باز، سورگ کے راستہ کا روڑا اور نرد کا دروازہ سمجھا جاتا ہے۔

جین مت میں خواتین کے حقوق:

جین مت میں عورتوں کا مقام ان کی شاستروں سے معلوم ہوتا ہے، مہابیر سوامی عورتوں کو تمام برائیوں کی جڑ جانتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ عورت ہی مردوں کے گناہوں کا سبب رہی ہے۔ انسان کی راہ میں سب سے بڑی آزمائش جو حائل ہوتی ہے وہ عورت ہی ہے۔ مرد کو چاہئے کہ وہ عورت سے کسی قسم کا سروکار نہ رکھے، نہ اس کی طرف دیکھے نہ اس سے بات کرے اور نہ ہی اس کا کوئی کام کرے۔ ڈاکٹر مسز سٹیوسن کے بقول جب تک وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے دوسرے جنم میں

مرد بن کر نہ آئے۔

بدھ مت میں خواتین کے حقوق:

بدھ مت کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہیکہ اس مذہب میں بھی عورت کو کوئی بہتر مقام حاصل نہیں ہوا بلکہ عورت کی تحقیر وتذلیل کی گئی ہے۔بدھ مت کی تعلیمات اور عقائد کے مطابق عورت کی ذات مذہبی فرائض کی ادائیگی میں حائل ہوتی ہے، مکتی اور نجات حاصل کرنے کے لئے اس سے نجات ضروری ہے۔نجات کے راستے میں عورت ایک بڑی رکاوٹ ہے بدھ مت نے اپنے پیروکاروں کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو عورتوں سے قطع تعلق کرلو،خود بدھانے بھی اپنی چہیتی بیٹی کو چھوڑ کر پہاڑوں میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ بدھ مت عورت کے بارے میں خیالات کا ایک نمونہ "مذہب واخلاق کی انسائیکلوپیڈیا" کے مقالہ نگار نے ایک بدھ مت مفکر چھلاواگا کے قول سے پیش کیا ہے "پانی کے اندر مچھلی کی ناقابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد حربے ہیں اور سچ کا اس کے پاس سے گزر نہیں۔ مذکورہ بات سے معلوم ہوا کہ بدھ مت میں بھی عورت کی کوئی عزت نہ تھی، معاشرے میں عورت کی تحقیر کی گئی اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھا گیا تھا۔اور یہ بتایا گیا کہ عورت کسی بھی وقت کوئی نہ کوئی نقصان پہنچاسکتی ہے۔

خواتین کے حقوق الہامی مذہب میں

مذہب یہود میں خواتین کے حقوق:

یہودی مذہب میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی،اور یہود مذہب میں اولاد کی موجودگی میں عورت کو وراثت سے محروم جانا جاتا تھا،یہودی معاشرہ میں عورت کو برا سمجھا گیا اور اسے گناہ کا منبع قرار دیا گیا ہے۔یہودی قانون میں وراثت بیٹوں کو ملتی ہے،جب بیٹا نہ ہوتا بیٹیوں میں منتقل ہو جاتی ہے اور بیٹیوں کے نہ ہونے کی صورت میں وراثت کے بھائی حقدار ٹھہرتے ہیں۔اور بھائیوں کے نہ ہونے کی صورت میں بہنوں کو ملتی ہے۔یہودیت میں باپ کو یہ حق حاصل ہیکہ اپنی بیٹی کو بطور کنیز کسی بھی شخص کو بیچ سکتا ہے۔اور اگر باپ مر جائے تو اس کا بھائی بھی اپنی بہن کو فروخت کر سکتا ہے۔

گناہوں کا منبع:

یہودی مذہب میں عورت کو گناہوں اور غلطیوں کا منبع قرار دیا جاتا ہے،اس لئے ان کی تاریخ میں آدم علیہ السلام کی غلطی اور گندم کھانے کی سزا ساری کی ساری عورت کو ہی بھگتنا پڑی تھی۔یہودیوں کے مستند "انسائیکلوپیڈیا آف جیوش" میں ہیکہ سب سے پہلے مصیبت و معصیت عورت کے ہی کہنے پر صادر ہوئی تھی اسی لئے بیوی کو شوہر کا محکوم رکھا گیا اور شوہر کو بیوی کا حکم اور مالک بنایا گیا اور بیوی اس کی مملوکہ شمار کی گئی۔

عورت کی حیثیت تالمود کے مطابق:

یہودی مذہب میں اس عورت کی تو کوئی عزت اور حیثیت ہی نہیں تھی جو کسی اور مذہب سے تعلق رکھتی ہو، یہودیوں کی مشہور کتاب "تالمود" جو ایک دینی ذخیرہ تصور کی جاتی ہے اس میں ذکر ہے کہ:

"کوئی بھی یہودی اگر کسی اجنبی عورت کی عزت لوٹ لیتا ہے تو اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اس لئے کہ ان کی نظر میں غیر یہودی عورت ایک جانور کی طرح ہوتی ہے، اور کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات کو نہیں روک سکتا لیکن اس میں شرط یہ ہیکہ یہ سب رازداری سے ہو۔ یہودی اپنی بیوی کو ہر طریقہ سے استعمال کرتے اور بیوی کی مثال گوشت کے اس حصے کی ہے جو تم قصائی سے خریدتے ہو جسے تم بھون کر یا تل کر کھا سکتے ہو"۔

یہودی مذہب کے مطالعے سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہیکہ یہودی معاشرے میں یہودی عورت کی کوئی انفرادی حیثیت نہیں اور نہ ہی وہ معاشرے میں کسی مقام کی مستحق سمجھی جاتی ہے۔ یہودی عورت کو گھریلو اور خاندانی معاملات اور میراث دینے میں بھی نظر انداز کر دیا جاتا تھا، اور اسے شوہر کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں دیا گیا، اور عورت کو اپنی کمائی سے بھی محروم کر دیا گیا اور اس کی کمائی کا مالک بھی باپ یا شوہر کو قرار دیا گیا۔ یہودیت میں عورت اپنے خاوند یا باپ کی جائیداد کا ایک حصہ شمار کی جاتی تھی۔ چنانچہ مرد کی وفات کے بعد اس کی چھوڑی ہوئی بیوائیں اس کے دوسرے مال کی طرح اس کے بیٹوں کی ملکیت میں آجاتی تھیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوتیلی ماؤں اور سوتیلے بیٹوں کی آپس میں شادیاں ہوتی تھیں جنہیں اسلام نے نکاح المقتیعنی شرمناک یا مکروہ نکاح کے نام سے مطعون کر کے منع کر دیا۔ یمن کے یہودی اور نیم صابی قبیلوں کے ہاں ایک عورت کے بیک وقت بہت سے مردوں کی بیوی ہونے کا دستور بھی تھا۔ ے

عیسائی مذہب میں عورت کے حقوق:

عیسائی مذہب میں بھی عورت کو پست مقام دیا گیا، ان کے نزدیک دنیا میں گناہ کی ابتدا عورت کے ہی ذریعے ہوئی ہے۔ عیسائیت میں عورتوں کے بارے میں دو نظریے تھے۔ پہلے نظریے کی رُو سے عورتوں کی تعظیم مریم پرستی کا نتیجہ تھا، اور دوسرے نظریے کی رو سے وہ قرون وسطی کے اس دستور کا نتیجہ ہے کہ عورتوں کی حفاظت و حمایت کرنا یہ

بہادری کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ ٹرٹلین جو کہ مذہب عیسائیت کے عظیم رہنما تھے انہوں نے عورت کے بارے میں مسیحی تصور کی اس طرح ترجمانی کی ہے کہ:

"عورت شیطان کے آنے کا دروازہ ہے۔ وہ شجر ممنوعہ کی طرف لیجانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کے خلاف ورغلانے والی، اور مرد کو غارت کرنے والی ہے۔ ے

۵۷۱ عیسوی میں رومۃ الکبری جیسے ترقی یافتہ مرکز روحانیت میں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی ان پر جانوروں کی طرح حکومت کی جاتی تھی اور اس بات پر یقین رکھا جاتا تھا کہ عورت کو آرام پہنچانا بنی نوع انسان پر ظلم کرنا

ہے، جب عورت سے کوئی قصور سرزرد ہو جاتا تو اس کی ہولناک سزائیں دی جاتی تھیں۔ سرعام انکو ذلیل کیا جاتا تھا کیونکہ تمام مذہبی پیشوا اس بات پر متفق تھے کہ تمام فتنہ اور فساد کی جڑ عورت ہی ہے۔

بعد کے ادوار میں مسیحیت میں مرد وعورت کے جائز تعلقات کو ناپسند فعل قرار دیا اور عورت سے دور رہنے اور تنہا زندگی گزارنے کی طرف راغب کیا، عیسائی پادری بھی عورت سے دور رہے یہاں تک کہ وہ اپنی ماں سے بھی کنارہ کشی اختیار رکھتے تھے کیونکہ وہ بھی عورتیں ہی تھیں۔ ۱۳

عورت عیسائی معاشرے میں:

سید ابو الاعلیٰ مودودی اپنی کتاب "پردہ" میں رقمطراز ہیں کہ جیسے کہ یونانی خرافات میں خیالی عورت پانڈودا کو تمام مصائب کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح عیسائیت اور یہودیت میں بھی عورت کو تمام تر گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کے اس رویے نے یہودی و عیسائی معاشرے کے اخلاق، قانون و معاشرت اور خاندان غرض یہ کہ ہر چیز کو متاثر کیا ہے۔ مسیحی شریعت کی رو سے عورت مکمل طور پر مرد کے قابو میں تھی، طلاق و خلع کی بھی اسے اجازت نہ تھی، میاں بیوی میں کتنی ہی ناچاقی ہو وہ زبردستی ایک دوسرے کے ساتھ رہنے پر مجبور تھے۔ بعض انتہائی حالات میں انہیں صرف علیحدگی کا حق تھا لیکن دوسرے نکاح کا حق پھر بھی حاصل نہ تھا۔ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کو اور بیوی کے مرنے کے بعد شوہر کے دوسرے نکاح کرنے کو مسیحی علماء شہوت کی بندگی اور ہوس زنی کا نام دیکر اسے مہذب زناکاری قرار دیتے تھے۔ ۱۴

عورت کے بارے میں کلیسا کی تعلیم:

عیسائی مذہب کی مذہبی تعلیمات میں عورت سے لاتعلق رہنے کو مرد اپنے لئے روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ عیسائی مذہب کی تعلیم کے مطابق عورت مرد کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے۔ چرچ کے مطابق عورت بچے تو پیدا کرنے کی اہل ہے لیکن وہ ان بچوں کی تربیت کی اہلیت نہیں رکھتی، بلکہ بچے کی ہر طرح کی تربیت کی ذمہ داری مرد کے ذمہ ہے، اور مرد کی پرورش میں ہوتے ہوئے بچے ماں سے دور رہیں گے۔ ۱۵

عورت کے بارے میں عیسائی علماء، پادریوں کی آراء و جزئیات:

اگر ہم عیسائی پادریوں اور علماء کے آراء و جزئیات کو دیکھیں تو ہمیں عیسائی مذہب میں عورت کی حیثیت کا اور اندازہ ہو جاتا ہے درج ذیل میں ہم ان آراء کو پیش کرتے ہیں:

☆ کرائی سسٹم ایک بڑا مسیحی امام گزرا ہے وہ عورت کے حق میں کہتا ہے: ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دلربائی اور ایک آراستہ مصیبت ہے۔

☆ سینٹ برناڈ کا قول ہے: عورت شیطان کا ہتھیار ہے۔

☆ سینٹ گرلگوری کا قول ہے: عورت سانپ کا زہر رکھتی ہے اور اژدھے کا کینہ۔

☆ سینٹ خیر وم کا قول ہے: عورت شیطان کا دروازہ، ظلم کی شرکت اور بچھو کا ڈنگ ہے۔

☆ سینٹ انتھونی کا قول ہے: عورت ایک شیاطین کے ہتھیاروں کی کان ہے۔

☆ سینٹ بوناونیٹر کا قول: عورت ایک بچھو ہے جو ڈسنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔

☆ سینٹ سائیرین کا کہنا ہیکہ عورت وہ ہتھیار ہے جسے شیطان ہماری روحوں پر قبضہ کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

☆ سینٹ جان کا قول ہے: عورت جھوٹ کی بیٹی، دوزخ کی سپاہی اور امن کی دشمن ہے۔ اس کے ذریعے انسان نے بہشت کھویا تمام وحشی درندوں میں عورت سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

اسکے علاوہ دیگر جزئیات یہ ہیں:

☆ عورت کو راندہ درگاہ (گمراہ) قرار دیا گیا۔

☆ عورت کو خباثتوں کا مجموعہ قرار دیا گیا۔

☆ عورت کو فتنہ بردار قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو شر انگیز قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو شیطان کہا گیا ہے۔

☆ عورت کو خدا کی نافرمان قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو انسان یعنی مرد کو بگاڑنے والی قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو انسانیت کا پہلی مجرم کہا گیا ہے۔

☆ عورت کو ایک ناگزیر شر قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو ایک برق نشیمن کہا گیا ہے۔

☆ عورت کو ایک سحر مہلک کہا گیا ہے۔

سینٹ پال اپنے ایک خط میں لکھتا ہیکہ: "عورت کو چپ چاپ مکمل طور پر تابعداری کرنا سیکھنا چاہئے، اور میں اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کہ عورت کسی کو کچھ سکھائے یا مرد پر حکم چلائے، بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنائے گئے اس کے بعد حوا اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔

دورِ جاہلیت اور عرب معاشرے میں عورت کے حقوق:

جاہلی معاشرے میں عورت کے ساتھ ظلم و بدسلوکی کرنے کا رواج عام تھا، عورت کے حقوق کو پامال کیا جاتا تھا اور

اس کے مال کو مرد اپنا مال و ملکیت سمجھتا تھا، ترکہ اور میراث سے بھی محروم رکھا جاتا تھا، شوہر کے مرنے کے بعد یا طلاق دینے کے بعد عورت کو دوسری شادی کرنے کا بھی حق حاصل نہ تھا، دوسرے سامان اور حیوانات کی طرح عورت بھی وراثت میں بچوں کے درمیان تقسیم ہوتی، مرد تو اپنا حق پورا وصول کرتے لیکن عورت کو اپنے حقوق حاصل نہ تھے۔ ؎

اسلام سے قبل عرب کی سرزمین پر معاشرتی واخلاقی برائیاں موجود تھیں جو انسانیت کے لئے شرمناک حد تک پہنچی ہوئی تھیں۔ان اخلاقی برائیوں اور بے حیائی کا سبب ان کی جہالت، قدیم و جدید رواج پر عمل اور مذہب سے دوری تھا۔عرب کے لوگ اخلاقی اور تہذیبی اعتبار سے بدترین پستی میں گھری ہوئے تھے۔ایسے معاشرے میں عورت بدترین حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور تھی، اسلام سے قبل عورت کو صرف مرد کے نفسانی جذبات کی تسکین اور خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، لڑکی کی پیدائش کو اپنے لئے ذلت اور شرم کا باعث سمجھتے تھے۔اور بعض عرب قبائل تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی یا کچھ عرصے بعد زمین میں زندہ در گور کر دیا کرتے تھے۔ان لوگوں کو جب لڑکی کی پیدائش کی خبر دیجاتی تو یہ خبر سن کر ان کے منہ کالے پڑ جاتے تھے یعنی کہ یہ بیٹی کی پیدائش پر خوش ہونے کے بجائے مایوسی اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے تھے۔قران کریم میں اللہ رب العزت نے ان کے اس طرز عمل کو اس طرح بیان فرمایا ہے: "وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ☆ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ" ؎ "جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے۔اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس خوشخبری کی برائی کی وجہ سے کہ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دیگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عرب معاشرہ نافرمانیوں اور برائیوں کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا، عرب کے لوگ اخلاقی اعتبار سے ابتری کا شکار تھے، بیٹیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا، اور بیٹی کی پیدائش پر شرم کی وجہ سے منہ چھپا کر پھرتے تھے، اسلام کا آفتاب طلوع ہونے کے بعد اسلام نے انہیں تعلیم دی کہ ان برائیوں اور نافرمانیوں سے باز آجاؤ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ؎

بنی تمیم اور قریش میں دختر کشی کی رسم سب سے زیادہ رائج تھی۔اس رسم دختر کشی پر وہ لوگ فخر کیا کرتے تھے، اور اپنے لئے باعث عزت وصف افتخار سمجھتے تھے۔بعض گھرانوں میں یہ سنگدلی یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ لڑکی جب بڑی ہو جاتی اور اس کی عمر پانچ چھ سال ہو جاتی تب اس کو اچھے کپڑے پہنا کر سنگدل باپ خود بستی سے باہر لے کر جاتا جہاں وہ پہلے سے گڑھا کھود آتا تھا، اس گڑھے کے کنارے پر وہ لڑکی کو لا کر کھڑا کر دیتا اور اس کو دھکا دے کر اس میں ڈال دیتا وہ لڑکی چیختی چلاتی اور باپ سے امداد طلب کرتی لیکن باپ کی دل میں ذرا برابر بھی رحم نہ آتا، اور وہ مٹی ڈال کر اس کو دبا آتا۔بنی تمیم

کے ایک شخص قیس بن عاصم نے اسی طرح اپنی دس لڑکیاں زندہ دفن کی تھیں۔

بچیوں کے قتل کرنے کی وجوہات:

عرب کے لوگ بچیوں کو کئی وجوہات کی بنا پر قتل کیا کرتے تھے۔ایک تو یہ عرب کے لوگ جنگجو تھے اس لئے وہ لوگ لڑکے کی پیدائش پر خوشیاں مناتے مگر بیٹی کی پیدائش کو برا سمجھتے تھے۔دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ غیرت کی وجہ سے اپنی بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا کرتے تھے کہ جب لڑکی جوان ہوگی تو دوسرے مردوں سے اس کی شادی کرنی پڑے گی۔تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ ان کو یہ خیال بھی ستاتا تھا کہ کہیں جنگ میں شکست کے بعد ہماری عورتیں دشمنوں کے قبضہ میں نہ چلی جائیں۔اور ایک اور وجہ دختر کشی کی یہ تھی کہ عرب لوگ رزق کی تنگی کی وجہ سے قتل کرتے تھے۔

مختلف تہذیب و معاشروں میں عورت کی حیثیت:

اللہ تعالی نے مرد و عورت کے رشتے کو محبت و خلوص کی زنجیر میں پرویا ہے۔کہ ان دونوں کو ایک دوسرے کا شریک حیات ہر دکھ، غم، خوشی و راحت کا ساتھی بنایا ہے، لیکن انسانی تہذیب نے اس کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیشہ ٹھوکر ہی کھائی ہے کہ اپنی تہذیبی دعوؤں اور معاشرتی ترقی کے باوجود اس صنف نازک کے معاملے میں افراط و تفریط کا شکار ہو گئے۔ذیل میں ہم ان معاشروں اور تہذیب کا ذکر کریں گے جہاں کے لوگ اپنی تہذیب پر فخر و غرور کیا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود صنف نازک کے حقوق کو پامال کیا کرتے تھے اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی برتا کرتے تھے۔

عورت اور یونانی تہذیب:

گذشتہ زمانوں میں جس معاشرہ و تہذیب پر فخر کیا جاتا تھا وہ یونانی معاشرہ تھا۔باوجودیکہ یونان ترقی میں آگے نکلا ہوا تھا لیکن وہاں بھی عورتوں کے ساتھ بدترین سلوک کیا جاتا تھا اور عورتوں کے بارے میں ایسے تصورات رکھے جاتے تھے جو عقل کے خلاف تھے۔اہل یونان میں عورت کی حیثیت اتنی گری ہوئی تھی باپ جو خاندان کا مذہبی اور قانونی سربراہ تھا اسے یہ حق حاصل تھا کہ اپنی بیٹیوں کو فروخت کر دے۔اسی طرح باپ کی وفات کے بعد بھائی کو بھی یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی بہنوں کو فروخت کر سکتا ہے۔قدیم یونانی تہذیب میں باپ کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد کے صرف بیٹے وارث ہوتے تھے عورت کا میراث میں کوئی حصہ نہ تھا۔یونانی تہذیب کے جو لوگ معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ان کے ہاں بھی عورت کی حیثیت ایک اثاثہ سے زیادہ نہ تھی جسے جب چاہا فروخت کیا جا سکتا تھا، اور وصیتاً منتقل بھی کیا جا سکتا تھا۔

اہل یونان کی نظر میں عورت کی کیا قدر و قیمت تھی اور وہ اپنے معاشرے میں عورت کو کیا حیثیت دیتے تھے ان کا قول تھا کہ: "آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کے بعد علاج ممکن ہے لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے"۔پنڈورا نامی ایک عورت کے بارے میں ان کا عام اعتقاد یہ تھا کہ "وہی تمام دنیوی آفات و مصائب کی بنیاد و جڑ ہے" ایک یونانی ادیب کہتا ہیکہ دو موقعوں پر عورت مرد کے لئے مسرت کا باعث ہے، ایک تو شادی کے دن، دوسرا وہ دن جس دن

اس کی موت ہوتی ہے۔

بحیثیت بیوی یونان میں بیوی کا مرتبہ نہایت ہی پست تھا،اس کی زندگی کی طویل عمر غلامی میں گزر ہوتی۔لڑکپن میں اپنے والدین،جوانی میں شوہر،اور بیوہ ہونے کے بعد اپنے بیٹوں کی وراثت میں بسر ہوتی تھی۔طلاق کا حق عورت کو حاصل تھالیکن وہ عملی طور پر اس سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کر سکتی تھی۔کیونکہ عدالت میں اس کا اظہار کرنا یونانی ناموس و حیاکے خلاف تھا۔

عورت اور رومی معاشرہ:

قدیم رومی معاشرے میں عورت ہر قسم کے مذہبی، قانونی، معاشرتی اور اخلاقی حقوق سے محروم تھی۔اس کو عرصہ دراز تک ذلت ورسوائی کا سامنا کرناپڑتا تھا۔تاریخ اخلاق یورپ کے مصنف لکھتے ہیں کہ شوہر جس وقت چاہتابیوی کو گھر سے نکال سکتا تھا، عورت نہ ہی گھر میں اور نہ گھر سے باہر کسی عہدہ کی اہل سمجھی جاتی تھی۔رومیوں نے عورت کی عملاً زبان بندی کے لئے ان کے منہ پر تالا ڈال دیا اس تالے کو وہ "موزیبیر" کہتے تھے۔

عورت کا مرتبہ رومی قانون نے ایک عرصہ دراز تک نہایت پست رکھا تھا،گھر کا بڑا باپ، یا شوہر ہوتا اسے اپنے بیوی اور بچوں کے بارے میں پورا پورا اختیار حاصل تھا کہ وہ عورت کو جس وقت چاہے جب چاہے گھر سے باہر کر سکتا ہے، جہیز یا دلہن کے والد کو نذرانہ کی کچھ رسم نہ تھی،اور باپ کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ جہاں چاہے اپنی بیٹی کی شادی کر دے، بعض دفعہ تو وہ لڑکی کی شادی کرنے کے بعد بھی توڑ دیتا تھا۔اور بعد کے زمانے میں یہ حق باپ کی طرف سے شوہر کی طرف منتقل ہو گیا اور اب اس کے اختیارات یہاں تک وسیع ہو گئے کہ وہ چاہے تو بیوی کو قتل کر سکتا تھا،اور پانچ سو بیس سال تک طلاق کا کسی نے نام بھی نہیں سنا تھا۔

عورت اور انگلستانی تہذیب:

انگلستان جو آج کل آزادی نسواں کا بڑا علم بردار بنا ہوا ہے وہاں پر ء میں جہالت و ظلم عام تھا۔عووت کی حیثیت نہایت ہی ذلیل کی سی تھی۔کمزور اور بد صورت لڑکیوں کو مار ڈالا جاتا تھا۔عورت سوسائٹی کا ایک بد نما داغ تھی۔اور اس کا یہ فرض بنتا تھا کہ وہ شوہر اور پادری کی غلامی کرے۔اکثر عیسائی پیشواؤں کے خیال کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر حضرت حواء کے گندم کھانے کی وجہ سے چڑھنا پڑا۔

ڈاکٹر اسیر نگر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "گذشتہ زمانہ میں انگلستان کے ہر حصے میں عورت کی حیثیت نہایت ذلیل تھی۔وہ ایک ایسی مخلوق تھی جس کے لئے احترام نام کی کوئی چیز معاشرے میں موجود نہ تھی۔الگزنڈر جیسے سنگ دل نے جس بے دردی سے عورتوں کو ہولناک سزائیں دیں اس سے یورپ کی تاریخ کے صفحات رنگین ہیں۔بلکہ الزبتھ اور جیمس اول کے

زمانہ میں عورتوں کو جلایا جانا اور پر اسرار طریقے پر ہلاک کرنا، یہ تاریخ کے کھلے واقعات ہیں۔

عورت اور روسی تہذیب:

ء میں روس کے علاقے میں عورت کی حیثیت قابل احترام نہ سمجھی جاتی تھی۔ اس کی تحقیر کا خیال صرف حکماء اور فلاسفر کے دماغ تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ مذہبی دنیا میں بھی اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کیا جاتا تھا۔ روسی مؤرخ انٹونی لکھتا ہے "عورت سے زیادہ کوئی چیز فساد کا باعث نہیں، عورت امن و سلامتی کی دشمن ہے اور مکر و فریب کا مجسمہ ہے۔ میں سانپ اور بچھو سے دوستی کرنا پسند کرتا ہوں لیکن عورت سے دوستی کرنا پسند نہیں کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ جس طرح اس دنیا کی ساری آبادی میں تمام سردار اچھے نہیں ہو سکتے اس طرح تمام عورتیں بھی اچھی نہیں ہو سکتیں۔ میں اپنے مشاہدات کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ عورت ننانوے فیصد فتنہ انگیز ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سرشت میں ننانوے حصے برے ہیں اور ایک حصہ نیکی ہے۔ وہ ایک آگ کی مانند ہے جس کے شر سے بچنا محال ہے۔

عورت اور جنوبی عراق کی تہذیب:

عراق کی تہذیب کئی ہزار سال پر مشتمل ہے، اس میں بہت ساری ثقافتوں کا عروج و زوال موجود ہے۔ "حمورابی" نے ء قبل مسیح میں عورت مرد کے رہن سہن پر تین سال کا اختیار دے رکھا تھا، اس کے بعد "آشوری" قوانین نے رہن رکھی جانے والی عورتوں کو مارنے پیٹنے، ان کے کان چھیدنے یا مروڑنے کی اجازت دے رکھی تھی۔

حمورابی قوانین میں ایسی عورت جو اپنے گھر کو نظر انداز کرتی یا اسکی تذلیل کرتی تو اس کو پانی میں پھینک دینے کا حکم تھا۔ اور اگر وہ اپنے شوہر سے اختلاف کرتی تو اس کے دانت اینٹ سے توڑ دینے کا حکم تھا۔ سارے اختیارات صرف شوہر اور باپ کے پاس تھے۔

عورت اور قدیم مصری تہذیب:

مصر کے معروف محقق عباس محمود عقاد لکھتے ہیں کہ اسلام سے قبل مصری اور اس کے قوانین پامال ہو چکے تھے، اس زمانہ میں مشرقی وسطی میں رومی تہذیب کے سقوط اور اس کی سیاسی لذت پرستی کے رد عمل کے طور پر دنیوی زندگی کے مقابلے میں لذت کو ترجیح دی جانے لگی تھی، عورت کو گناہ کا ذمہ دار قرار دیا جانے لگا، اور غیر ضرورت مند کے لئے اس سے دوری بہتر سمجھی جانے لگی۔ یہ قرون وسطی ہی کا اثر تھا کہ پندرہویں صدی عیسوی تک بعض علمائے لاھوت عورت کی فطرت کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنے لگے تھے۔ اور "ماکون" کے اجتماع میں وہ یہ سوال کر رہے تھے کہ کیا وہ جسم بلا روح ہے یا روح رکھنے والی جسم ہے، جس سے نجات یا ہلاکت متوقع ہے۔ اکثریت کا خیال تھا کہ وہ نجات پانے والی روح سے خالی ہے۔ اس میں حضرت مریم علیہا السلام کے علاوہ کسی اور کا استثناء نہیں ہے۔

قدیم مصری معاشرے میں فراعین اور رؤساء عام طور پر اپنی بہنوں سے نکاح کرتے تھے تاکہ وہ ان کے ورثہ میں حصہ دار بن سکیں۔ بعض فراعین اپنی بیٹیوں سے نکاح کر لیتے تھے۔ "رعسیس دوم" نے یکے بعد دیگرے اپنی کئی بیٹیوں سے شادی کی تھی، بہنوں سے شادی کا روج عوام میں بھی ہو گیا تھا، ہر سال طغیانی کے موقع پر ایک دوشیزہ کو دلہن بنا کر دریائے نیل میں غرق کرتے تھے کہ دیوتا مہربان ہو جائے۔

عورت اور قدیم ایرانی تہذیب:

قدیم ایرانی تہذیب کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس تہذیب نے عورت کے استحصال اور استبداد میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ قدیم ترین مجوس اور زرتشیوں کے تحت عورتوں کے جو حالات تھے اس سے بدتر کبھی نہ ہوئے تھے وہ مردوں کی باندیاں تصور کی جاتی تھیں۔ پانچویں صدی عیسوی میں یزدگرد دوم نے اپنی بیٹی کو زوجیت میں رکھا پھر قتل کر ڈالا۔

قدیم ایران میں دو طرح کی بیویاں تھیں، ۔زن پادشائی ھا، ۔زن چگاری ھا، پہلی قسم کی بیوی اور ان کی اولاد کو جائیداد میں حصہ ملتا تھا، لیکن زن چنگاری ھا اور ان کی اولاد جائیداد سے محروم ہوتی تھی۔ قانون کی نظر میں عورت کا کوئی حصہ اور مقام نہ تھا۔ قانون نے بیوی اور غلام دنوں کو ایک ہی درجہ دے رکھا تھا۔

پانچویں صدی عیسوی کے اوائل میں مزدک کی بغاوت سے یہ ہوا کہ اس نے اعلان کیا کہ تمام انسان ایک طریقے سے پیدا ہوئے ہیں، ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے، لہذا ایک کو دوسرے کی ملکیت میں مساوی حقوق حاصل ہیں اور مال اور عورت دو ایسے عنصر ہیں جن کی حفاظت اور نگرانی کا کام انسان کرتا ہے لہذا ان میں مساوات اور اشتراک کی سب سے زیادہ ضرارت ہے۔ شہرستانی کا بیان ہے کہ مزدک نے عورتوں کو بلا امتیاز تمام مردوں کے لئے حلال قرار دیا اور مال و عورت کو آگ، پانی اور چارہ کی طرح عام اور مشترک کر دیا۔ نامور مؤرخ ابن جریر طبری کے مطابق اس تحریک کا اتنا زور تھا کہ جو جس گھر میں چاہتا زبردستی داخل ہو جاتا اور مال و زن پر قبضہ کر لیتا۔

ایران جو آج سے ایک ہزار برس پہلے بھی تہذیب یافتہ ملک سمجھا جاتا تھا بد نصیب عورت وہاں بھی عزت واحترام سے محروم تھی، علامہ جعفر مجلسی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

"ما تسلیم می کنیم کہ در زمان جاہلیت ملک ایران یکے از ملک ہائے معتبر بود ولیکن ضرورت است کہ یک نظر سرسرے بتاریخ ایران کنیم فواہیم دید کہ در آن زمان چہ حالت بود واھل ایران چہ خدمت بزرک مستورات ومخدرات نمودہ اند،بعد از مطالعہ تاریخ ایں حقیقت ظاہر میشوو وتمام مؤرخین برایی متفق اند کہ حالت بہتر نہ بود یعنی مہر بائے مستورات وحترام حقوق اصلانہ بود وتصور نمی شود کہ چہ حالت بودیہ"

"ہم تسلیم کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ایران ایک شائستہ ملک تھا، لیکن ایران کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال کر یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ معاشرتی حیثیت سے اُس وقت ایران کی کیا حالت تھی؟ اور اہل ایران نے عورتوں کی کیا خدمات انجام دیں؟ تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ تمام مؤخین اس امر پر متفق ہیں کہ حالت بہتر نہ تھی ۔یعنی وہاں بھی طبقہ نسواں کی مظلومیت حد سے گزر چکی تھی، ان کی کوئی حیثیت نہ تھی۔اس کے کچھ حقوق نہ تھے اور ہم تصور نہیں کر سکتے کہ کیا حال تھا؟ ے

عورت اور ہندوستانی تہذیب:

ہندوؤں کے معاشرے میں عورت کا مقام کبھی بلند نہیں رہا، حتی کہ مذہبی حیثیت میں بھی عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔لڑکی کی پیدائش کا ذکر تہذیب و تاریخ کے ساتھ ساتھ مذہبی کتب "یجر وید" اور "اتھر وید" میں نہایت حقارت سے کیا گیا ہے، اور ادب و شعر میں اس کی بے وفائی، متلون مزاجی اور ہرجائی پن کا ذکر عام ملتا ہے۔

"سوک سپ تتی" میں لکھا ہے کہ:

"عورتوں کے حربے یہ ہیں، دھوکہ دینے والی باتیں، مکر۔ قسمیں کھانا، بناوٹی جذبات کا اظہار کرنا، جھوٹ موٹ کے آنسوے بہانا، بناوٹی مسکراہٹ، لغو دکھ درد کا اظہار اور بناوٹی خوشی، بے اعتنائی، بے معنی سوالات پوچھنا، نیک و بد میں تمیز نہ کر سکنا"۔

"نیتی اشوک" میں لکھا ہے کہ:

"عورت خواہ کتنی ہی محبت کا اظہار کرے اس کے سامنے چوکس رہو"۔ ے

انسائیکلوپیڈیا ریلیجن اینڈ ایتھکس کا مقالہ نگار عورتوں کے بارے میں ہندوؤں کے افکار و نظریات کے متعلق لکھتا ہے کہ "عورت کبھی آزاد نہیں ہو سکتی وہ میراث نہیں پا سکتی شوہر کی وفات کے بعد اسے اپنے سب سے بڑے بیٹے کے ماتحت زندگی گزارنی ہوتی ہے"۔

دوسری معاصر اقوام کی طرح ہندوؤں میں مذہبی عصمت فروشی کو فروغ حاصل ہوا، مندروں میں سینکڑوں نوجوان دیوداسیاں پروہتوں اور پاتریوں کی تسکین ہوس ہوا کرتیں۔پروہتوں نے لوگوں کو اس بات کا یقین دلا رکھا تھا کہ جو لوگ اپنی بیٹیوں کو دیوتا کی بھینٹ چڑھائے گا وہ سورگ (جنت) میں جائے گا۔ ے

معاشی معاملات میں عورت کی حق تلفی سے زیادہ سخت امر یہ تھا کہ شوہر کی موت کے ساتھ ہی عورت کے سامنے دو راستے رکھے جاتے تھے۔یا تو اپنے شوہر کی چتا میں جل کر مر جاتی اور "ست" کہلاتی یا ساری عمر دکھ بھگتتی۔

یہ رسم بد برہمنی دور تمدن سے شروع ہوئی۔بیوہ کا سر منڈوا دیتے تھے۔وہ صرف صبح کے وقت روکھی سوکھی کھا سکتی تھی، اور ہر وقت میلے کچیلے کپڑے پہنے رہتی۔لوگ اس کے سائے کو بھی منحوس سمجھتے تھے۔انہی مصائب سے نجات

پانے کے لئے موت کو زندگی پر ترجیح دے کر عورتیں "ستی" ہونے کو پسند کرتی تھیں۔

"ستی" کی ظالمانہ رسم کے بارے میں "تیورنیئر" نے لکھا ہے کہ برہمن گائے کی دم کا بال بھی بیکار نہیں کرتے، لیکن ایک جیتے جاگتے انسان کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں جھونک دیتے ہیں۔ برہمن عورت کو "ستی" کی ترغیب اس لئے دیتے تھے کہ اس کے جل مرنے کے بعد اس کے زیورات اور متروکہ سامان انہی کو ملتا تھا، بعض اوقات نوجوان بیواوں کو ان کی مرضی کے برخلاف گھسیٹ کر چتا پر لے جاتے تھے، جہاں انہیں رسیوں میں جکڑ دیا جاتا تھا کہ مبادا آگ سے گھبرا کر بھاگ جائیں۔ جو عورت کسی حیلے بہانے سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو جاتی اسے ذات سے خارج کر کے چوہڑے چماروں کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ ؎

اسلام میں عورت کا مقام:

یہ بدیہی حقیقت ہے کہ اس کائنات میں انسان کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر پیرایہ میں پیدا فرمایا ہے، سورۃ التین میں قسم کھا کر یہ بات بیان فرمادی:

" لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" ؎ "کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا فرمایا"۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ " ؎ "کہ ہم نے اولاد آدم کو بہت عزت و تکریم عطا فرمائی"۔

اسلام کے آنے سے پہلے دنیا نے عورت کو ایک غیر مفید بلکہ مخل غیر تمدن عنصر سمجھ کر میدان عمل سے ہٹا دیا تھا، اور اسے پستی کے ایک ایسے غار میں پھینک دیا تھا جس کے بعد اس کے ارتقاء کی کوئی توقع نہ تھی، اسلام نے دنیا کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور بتایا کہ زندگی مرد و عورت دونوں ہی کی محتاج ہے۔ عورت اس لئے نہیں پیدا کی گئی کہ اسے دھتکارا جائے اور شاہراہ حیات سے کانٹے کی طرح ہٹا دیا جائے۔ کیونکہ جس طرح مرد اپنا مقصد وجود رکھتا ہے اسی طرح عورت کی تخلیق بھی ایک غائت ہے اور قدرت ان دونوں اصناف کے ذریعے مطلوبہ، قصد کی تکمیل کرا رہی ہے: "
لِّلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِوَالْاَرْضِيَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ،اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًاوَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ " ؎ "آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، بے شک وہ علم والا اور قدرت والا ہے"۔

اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کے مقام سے اتنی تیزی سے اٹھایا اور حقوق و مراعات سے نوازا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

" كنا نتقى الكلام والانبساط الى نساءنا على عهد النبى هيبة ان ينزل فينا

شيئ فلما توفى النبى تكلمنا وانبسطنا" ے "نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم اپنی عورتوں سے گفتگو کرتے اور بے تکلفی برتتے ہوئے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو ہم ان کے ساتھ بے تکلف رہنے لگے"۔

اس مظلوم صنف کو حق زیست تک حاصل نہ تھا۔ قرآن نے کہا نہیں! وہ زندہ رہے گی اور اس کے اسی حق پر جو شخص دست درازی کرے گا خدا کی طرف سے اسی کی باز پرس ہوگی۔ "وَاِذَاالْمَوْءُوْدَةُ سُئِلَتْبِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" ے "جب کہ زندہ در گور لڑکی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کس گناہ میں وہ ماری گئی"۔

نبی کریم ﷺ نے اس مظلوم صنف کی حمایت میں جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں آج تک کوئی بھی مدعی حقوق نسواں ان سے زیادہ صحیح اور حقیقی تعلیمات نہیں پیش کر سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الاُمَّهَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعاً وَهَاتِ" ے "اللہ تعالی نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنے، لڑکیوں کو زندہ در گور کر دینے، اور ادائیگی حقوق سے ہاتھ روکنے اور ہر طرف سے مال بٹورنے کو حرام کر دیا ہے"۔ ے

ذوالحجہ ھ بروز جمعہ مارچ ء کو طبقہ نسواں کے محسن اعظم ﷺ نے میدان عرفات مین ایک لاکھ تیس ہزار نفوس قدسیہ سے "خطبہ حجۃ الوداع" کے موقع پر فرمایا: "اے لوگو! تمہاری بیویوں کا تمہارے ذمہ حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے، بلاشبہ عورتیں تمہارے پاس مقید ہیں کہ وہ اپنی ذات کے لئے کسی چیز پر قادر نہیں، بلاشبہ تم نے انہیں اللہ کی امن کے طور پر حاصل کیا ہے۔ اور ان کو اپنے اوپر اللہ کے کلمات کے ساتھ حلال کیا ہے۔ لہذا عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو"۔ ے

عورت کی مختلف حیثیات:

اسلام نے عورت کو ہر حیثیت سے عزت بخشی ہے۔ خواہ وہ ماں ہو یا بہن ہو یا بیوی ہو یا بیٹی ہو، اسلام نے اس کی عزت کا ہر حیثیت سے تعین فرما دیا۔ اسلام نے عورت کو اگر وہ والدہ ہے تو اس کی عزت و احترام کرنے کا حکم دیا، اور اگر عورت بیوی ہے تو اس کے ساتھ رحمت نرمی کے معاملہ کا حکم دیا، اور اگر عورت بیٹی ہے تو اس کے ساتھ تحفظ اور پیار کے معاملہ کا حکم دیا، اور اگر عورت بہن ہے بھائیوں کو بہن سے محبت، شفقت اور بہنوں کی عزت اور ناموس کا محافظ قرار دے دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے عورت کو دنیا کی سب سے بہترین اور فائدہ اٹھانے والی چیز قرار دیا ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ" ے

"آپ ﷺ نے فرمایا: ساری دنیا فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور دنیا میں جس قدر بھی مفید چیزیں ہیں ان میں سب

سے بہتر صالحہ عورت ہے"۔

عورت بحیثیت ماں:

اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت سے بھی عزت و تکریم بخشی ہے، اسے سب سے زیادہ اچھے سلوک کا حق دار قرار دیا ہے۔ جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دے کر اس کی عزت واحترام کو لازم قرار دیا۔ "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ" ۔(جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے)۔ اور ماں کی خدمت کو دخول جنت کا سبب قرار دیا۔" حضرت طلحہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدمت اقدس ﷺ میں **حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے پاؤں کو مضبوطی سے پکڑ لے، جنت ان کے نیچے ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ ماں کی خدمت میں ہمہ تن منہمک ہو جا کہ یہی کام دخول جنت کا سبب ہے، یعنی جہاد تو تم حصول جنت کے لئے کرتے ہو اور وہ تو تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے تو دور کیوں جاتے ہو ماں کی خدمت کرو، اور اس کو راضی رکھو اسے خوش رکھو جنت مل جائے گی۔**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ" ۔**"ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے اچھے معاملے کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں، عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں، پھر عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں، عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہارا باپ"۔ مذکورہ حدیث سے واضح ہوا کہ والدین میں بھی عزت واحترام تعظیم و تکریم اور خدمت میں ماں کو باپ کے اوپر فوقیت حاصل ہے۔**

اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر کسی کے والدین مشرک یا غیر مسلم بھی ہوں تو ان کی عزت واحترام اور خدمت اولاد کے لئے نہایت ضروری ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اسماء کا بیان ہے کہ میرے پاس میری ماں آئیں اس زمانہ میں وہ مشرکہ تھیں۔"فقلت یارسول اللہ ! ان امی قدمت علی وھی راغبۃ افاصلھا، قال: نعم! صلیھا" ۔"میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری ماں آئی ہیں اور مدد کی خواہش مند ہیں کیا میں ان کے ساتھ قرابت داری کا سلوک کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان سے قرابت کا تعلق جوڑے رکھو"۔ مذکورہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر والدین مشرک بھی ہوں تو بھی ان کے ساتھ قطع تعلقی کرنے کی اجازت اسلام نے نہیں دی بلکہ فرمایا کہ

ان کے ساتھ بھی تعلق جوڑ کر رکھو اور حسن سلوک کا معاملہ کرو۔ ہاں اگر مشرک والدین وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا کہیں تو پھر اس معاملہ میں ان کی فرماں برداری کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے "وَاِنۡ جَاهَدَاكَ عَلٰۤى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا " ۔"اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں (تجھ ہر زور ڈالیں اور زبردستی کریں) اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان"۔ یعنی جن چیزوں کے خدا ہونے نہ ہونے کا تم کو کچھ علم نہیں تو ایسی حالت میں بھی تم والدین کا حکم نہ ماننا چہ جائیکہ تم کو اللہ کی الوہیت اور واحدانیت کی سچائی اور حقانیت اور دوسروں کی الوہیت اور ربوبیت کی نفی قطعی دلائل سے معلوم ہو تو اس صورت میں والدین کی اطاعت نہ کرنا بدرجہ اولی ضروری ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ "عن علی قال: قال رسول اللہ ﷺ لا طاعة فی معصية ،انما الطاعة فی المعروف" ۔"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری (جائز) نہیں، (والدین کی) اطاعت تو اچھے کاموں میں لازم ہے"۔

اور قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے عقیدہ توحید کے بعد سب سے بڑی عبادت والدین کی خدمت اور فرمانبرداری کو قرار دیا ہے: "وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا" ۔"اور تیرے رب نے قطعی حکم دے دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے پاس ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکی دینا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا"۔ اللہ پاک نے اپنی عبادت اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اس لئے دیا ہے کہ انسان کا خالق حقیقت میں اللہ تعالی ہے، تو اس کی عبادت فرض ہے اور ظاہری اسباب کی بناء پر والدین اولاد کے وجود کے لئے سبب ظاہری ہیں اس لئے ان کے ساتھ حسن سلوک کا قطعی حکم فرمایا۔

عورت بحیثیت بیٹی:

عورت اگر بیٹی کی حیثیت میں ہے تو اسے بھی تحفظ و پیار اسلام نے عطا فرمایا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بیٹی کو اللہ تعالی کی رحمت قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹی کی پیدائش اللہ تعالی کی رحمت ہے۔ ورنہ عرب تو بچیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے، اس مظلوم صنف کو حق زیست تک حاصل نہ تھا۔ قرآن نے کہا نہیں! وہ زندہ رہے گی اور اس کے اس حق پر جو شخص بھی دست درازی کرے گا خدا کی طرف سے اس کی باز پرس ہو گی۔ "وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ، بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ " ۔"جب کہ زندہ درگور لڑکی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کس گناہ میں وہ ماری گئی"۔ نبی کریم ﷺ نے اس مظلوم صنف کی حمایت میں جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں آج تک کوئی بھی مدعی حقوق نسواں ان سے زیادہ صحیح اور حقیقی تعلیمات نہیں پیش کرسکا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ""من کانت لہ انثیٰ فلم یئدھا ولم یھنھا ولم

یؤثر ولدہ علیھا ادخلہ اللہ الجنۃ" ۔ "جس کی لڑکی ہو پھر وہ اس لڑکی کو زندہ در گور نہ کرے نہ اس کو ذلیل سمجھے اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریگا"۔

اور آپ ﷺ نے بیٹی کی تربیت و تعلیم کا حکم دیا اور بیٹی کے بالغ ہونے پر نکاح کر دینے والوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامۃ أنا وھو کھاتین وضم أصابعہ " ۔آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ شخص اور میں قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) آئیں گے (یہ فرماکر) آپ ﷺ نے انگلیوں کو ملا لیا۔دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا "مَنْ عَالَ ثَلاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ" ۔"جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے"۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے لڑکیوں کو ماں باپ کے لئے نعمت عظمی قرار دیا اور فرمایا ہے کہ لڑکیاں والدین کے لئے جہنم سے آزادی کا سبب بنیں گی۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک محتاج غریب عورت دو بچیوں کو اٹھائے ہوئے آئی میں نے انہیں تین کھجوریں دیں اس نے دونوں کو ایک ایک کھجور دے کر تیسری کھجور کھانے کے لئے منہ کی طرف اٹھائی لیکن ان بچیوں نے یہ کھجور بھی مانگ لی چنانچہ اس عورت نے اسے توڑ کر ان دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیا مجھے اس کے اس عمل سے تعجب ہوا۔میں نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے اس کے بدلے اس عورت کے لئے جنت واجب کر دی یا فرمایا جہنم سے آزاد کر دیا"۔مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹی اللہ کی نعمت ہے جو والدین کے لئے جہنم سے نجات کا باعث بنے گی۔

بچیوں سے محبت، پرورش، تعلیم و تربیت اور ان کی شادی بیاہ کا اہتمام کرنا والدین کی ذمہ داری ہے نبی کریم ﷺ کی بھی بیٹیاں تھیں اور اپنی بیٹیوں سے محبت فرماتے تھے۔احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنی چاروں بیٹیوں سے بہت محبت فرماتے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت ہی پیار کرتے تھے جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو کر استقبال کرتے۔اسی طرح آپ ﷺ کی نواسی حضرت امامہ نماز کے دوران آپ ﷺ کے کندھے پر بیٹھ جاتی تھیں، آپ ﷺ ان سے بہت پیار فرماتے تھے جب آپ ﷺ رکوع فرماتے تو انہیں اتار دیتے رکوع اور سجدہ کرنے کے بعد پھر انہیں کندھوں پر بٹھا دیتے تھے۔ ۔

عورت بحیثیت بیوی:

یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو جانوروں جیسی توہین آمیز اور تذلیل و تحقیر کی زندگی سے نجات دلائی اور عزت

وو قار بخشا۔ قرآن کریم میں میاں بیوی کے حقوق مساوی قرار دیئے گئے ہیں اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ " ؎ "اور عورتوں کے حقوق مردوں پر وہی ہیں جو مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں شرعی دستور کے مطابق"۔ یعنی جن کی تفصیل شریعت اسلام میں معلوم ہے۔ مثلاً نکاح کے حقوق ادا کرنا، حسن سلوک سے رہنا، ایک دوسرے کو نہ ستانا بلکہ آپس میں ایک دوسرے کی خوشی کا لحاظ رکھنا۔

"عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: إني لأحب أن أتزين للمرأة كما أحب أن تتزين لي المرأة؛ لأن الله تعالى يقول: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ"۔ ؎ 'حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے وہی زینت جیسے وہ مجھے خوش کرنے کے لئے زینت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور عورتوں کے حقوق مردوں پر وہی ہیں جو مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں شرعی دستور کے مطابق"۔

آپ ﷺ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ: "عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا وخياركم خياركم لنسائهم" ؎ "مؤمنو میں پورا ایماندار وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو اور اچھے لوگ تم میں سے وہی ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح رہیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **"لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو"۔ اور فرمایا یہ تمہارے بعد تمہارے گھروں کی حفاظت کرنے والی ہیں، اللہ کے نام پر تم انہیں لے کر آئے ہو اور ان کے ماں باپ نے بھی انہیں تمہارے حوالے صرف اللہ کی وجہ سے کیا ہے، تو تم ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ دوسری حدیث میں فرمایا:** "خیر کم خیرکم لاھلہ واناخیر کم لاھلی" ؎ **"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو، تم میں سے سب سے بہتر اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا میں خود ہوں"۔**

مساوی حقوق:

قرآن کریم میں میاں بیوی کے حقوق مساوی قرار دیئے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے کہ مرد و عورت کی تخلیق اللہ تعالی نے ایک جیسی بنائی ہے۔ دونوں کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک پیمانہ ہے جس کا تعلق کسی نسل یا جنس سے نہیں بلکہ تقوی سے ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" ؎ "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے" **اسی طرح سورۃ التوبہ میں بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے احکام کی نشر و اشاعت میں بھی مرد و عورت کو برابر کا درجہ دیا ہے۔** "وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" ؎ "اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا، بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔"

بالا آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے مرد و عورت کی تخلیق ایک جیسی بنائی ہے، اور دونوں کا تعلق ایک ہی نسل یعنی آدم و حوا سے ہے۔ اسی طرح دعوت و تبلیغ کے معاملہ میں بھی انہیں یکساں بتایا گیا ہے کہ ان دونوں کے لئے برابر ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا بیوی کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو تو خود کھائے اسے بھی کھلائے، جو خود پہنے اسے بھی پہنا، اور اسے چہرے پر نہیں مارنا، اس کو بدصورت یا قبیح و بری بات نہیں کہنا اور اس سے ناراض ہو کر گھر سے باہر علیحدگی اختیار نہیں کرنا"۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا "بیویوں سے غلاموں لونڈیوں والا سلوک نہیں کرنا کہ غلاموں لونڈیوں کی طرح انہیں مارو"۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے اچھا سلوک کرو، یہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں، اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہوتا ہے، اگر آپ اسے سیدھا کرنا چاہیں تو ٹوٹ جائے گی اور اگر چھوڑ دیں گے تو ٹیڑھی رہے گی، اسی حالت میں فائدہ اٹھاؤ اور اس سے اچھا سلوک کرو"۔ ے

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت کو بحیثیت بیوی اتنے حقوق عطا فرمائے، اور اس کو اہمیت دی ہے۔

عورت بحیثیت بہن:

عورت کو بہن کی حیثیت میں بھی اسلام نے ہی تقدس اور احترام دیا ہے۔ اسلام نے بہنوں کو بھائیوں سے محبت، شفق اور ہمدردی کا سبق دیا ہے۔ بھائی بہنوں کی عزت و ناموس کے محافظ اور بعد کے بعد ان کے کفیل بنائے گئے ہیں۔ اسلام نے ہی بہن کو بھائی کی وراثت میں حقدار قرار دیا ہے۔ اسی طرح والدین کی وراثت میں بھی بھائیوں کے ساتھ بہنیں بھی حصہ دار قرار دی گئیں ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی کوئی بہن اور بھائی نہیں تھے، لیکن آپ ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا تھیں۔ جنہیں آپ بہت عزت دیا کرتے تھے، اور ان سے محبت و شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت شیما رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھادی۔ غزوہ حنین میں جب آپ کی بہن حضرت شیما گرفتار کر کے لائی گئیں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی چادر پر بٹھایا اور فرمایا کہ اگر چاہو تو عزت و احترام کے ساتھ میرے ساتھ رہو اور اگر اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہو تو میں تمہیں تمہاری قوم میں بحفاظت پہنچوادوں گا۔ حضرت شیما اسی وقت ایمان لے آئیں اور ان کی خواہش پر انہیں ان کی قوم میں واپس بھجوا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں رخصت کرتے وقت ایک غلام، ایک لونڈی، کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں بھی عنایت فرمادیں تھیں۔ ے

لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی بہنوں کے ساتھ نرمی اور محبت و شفقت کا سلوک کریں۔ اور ان کے ساتھ ایسا رویہ نہ رکھیں کہ ان کو تکلیف پہنچے۔

عورت بحیثیت خالہ:

اسی طرح اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت کو بحیثیت خالہ ماں کے درجہ کے برابر قرار دیا ہے۔اس کے علاوہ کسی اور مذہب میں عورت کو یہ مقام حاصل نہ تھا۔"عن البراء بن عازب عن النبی ﷺ قال: الخالۃ بمنزلۃ الام" ۔"آپ ﷺ نے فرمایا کہ خالہ ماں کے درجہ میں ہے"۔آپ ﷺ نے بچے کی پرورش کے لحاظ خالہ کو ماں کے درجے میں قرار دیا ہے، جبکہ ماں نہ ہو، کیونکہ خالہ دوسرے رشتہ داروں کے مقابلے میں بچے کی صحیح طریقے سے تعلیم وتربیت کر سکتی ہے۔اور اس میں ایک گونہ شفقت بھی زیادہ ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ماں کی غیر موجودگی میں پھوپھی کے مقابلے میں خالہ بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے کہ "عن ابن عمر ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ انی اصبت ذنبا عظیما فھل لی توبۃ؟قال ھل لک من ام؟قال لا،قال ھل لک من خالۃ؟قال نعم،قال فبرھا" ۔"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا،اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزرد ہوا ہے تو کیا میرے لئے توبہ ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری ماں ہے؟اس نے کہا نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری خالہ ہے؟اس نے کہا جی ہاں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

خلاصہ بحث:

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ عورت کے ساتھ ہر زمانہ و ہر مذہب میں ظلم ہوتا رہا ہے، مرد نے اسے برابر کی حیثیت نہیں دی، اسے فروتر سمجھا، اس کے حقوق پامال کئے اور اس کے ساتھ غیر اخلاقی رویہ اختیار کیا، عورت اپنی طبعی کمزوری کی وجہ سے یہ سب برداشت کرتی رہی، اور شاید کبھی احتجاج کی جرات بھی نہیں کی۔ اس صورت حال کے خلاف اسلام نے آواز اٹھائی اور احترام آدمیت اور نوع بشر کی بنیاد ڈالنے کے بعد عالم انسانیت کو اخلاقی، مذہبی، معاشی، معاشرتی اور دیگر شعبوں میں حقوق عطا فرمائے۔ تاریخ کے مطالعے کے بعد صنف نازک کے محسن اعظم اور حقوق نسواں کے مثالی علمبردار انسانیت کے تاجدار ﷺ کا طبقہ نسواں پر احسان عظیم اور پر مبنی فرامین کی اہمیت اور عظمت کے متعلق یہ کہنا کہ آسمان نے روز و شب کی ہزار کروٹیں بدلیں، لیکن لیکن احترام نسواں کے لئے اس سے زیادہ پر درد اور پر خلوص آواز نہیں سنی، اسلام نے عورت کا درجہ بلند کیا اور سماج میں انہیں برابر کے حقوق عطا فرمائے، اور ان کی حالت میں جو اصلاح فرمائی وہ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں کی، اسلام نے عورت کو معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کئے۔ عورت کو مرد کا ضمیمہ قرار نہیں دیا، بلکہ اس کی انفرادیت کا اعلان کیا اور کہا کہ دونوں خدا کے بندے ہیں اور اس کے سامنے جواب دہ ہیں اور ان دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے حقوق کا مکمل لحاظ رکھیں، اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتیں، ان میں سے جو حسن عمل کا توشہ لے کر اللہ کے حضور پہنچے گا وہ کامیاب ہو گا اور جو اس سے خالی ہو گا وہ ناکام و نامراد ہو گا۔

نتائج بحث:

1. غیر الہامی مذہب میں خواتین کو گناہوں کا منبع، اور تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا۔
2. یہود مذہب میں عورت کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔
3. عیسائی مذہب میں عورت کو شیطان کے آنے کا دروازہ قرار دیا گیا۔
4. عرب میں بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا۔
5. اسلام میں عورتوں کو مختلف حیثیات حاصل ہوئیں۔
6. عورت کو ماں، بہن، بیوی، بیٹی کی حیثیت سے حقوق حاصل ہوئے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

ے النحل:

Surah al nahal, 62

ے النحل:

Surah al nahal, 57

ے ماہنامہ برجس، جولائی ء ج ،شمارہ ،ص ،۔

Mahnama barjas, July 2014, 1/2:32

ے محمد عظیم حاصلپوری، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء (دارالقدس، اردو بازار لاہور، ء) ص ۔

Muhammad Azeem Hasilpori, Khawateen ka encyclopedia ma tuhfat un nisa, (Lahore dar ul qudus, urdu bazaar,2007)43.

ے ندوی، ابوالحسن علی، تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات (مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ، ء) ص - ۔

Nadvi, abu al Hasan, Tehzeeb o Tamaddun par islam ky asaraat o ihsanat,(lakhnao,majlis tehqeqat o nashriyat islam,1986)66,67.

ے محمد عظیم حاصلپوری, خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، ص - ۔

Muhammad Azeem Hasilpori, Khawateen ka encyclopedia ma tuhfat un nisa,43 44

ے حافظ محمد ثانی، تجلیات سیرت (فضلی سنز، کراچی، ء) ص ۔

Hafiz Muhammad Sani, Tajalliyat e seerat,(Karachi,fazli sanz1996)213.

ے ندوی، محمد عزیزاللہ، اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض (جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ، دوبگا، لکھنؤ، ء) ص ۔

Nadvi,Muhammad aziz ullah, islam mein aurat ka darja aur us ke Huqooq o Faraiz(lakhnao, Jamiat ul Mominat al islamia,1999)34.

ے سید ضیاءالدین، عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام (النور ہیلتھ وایجوکیشن ٹرسٹ، کراچی، ء) ص ۔

Syed Ziya ul deen, aurat qabl az islam aur bad az islam, (Karachi, al Noor Helth o education trust2006)33.

ے حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق (دارالاشاعت، کراچی، ء) ص - ۔

Hafiz Muhammad Sani, Muhsin e insaniyat aur isani Huqooq(Karachi Dar ul ishaat2006)340 341.

ـ سید ضیاءالدین عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام، ص - - ـ

Syed Ziya ul deen, aurat qabl az islam aur bad az islam,35 36 37.

ـ ایضاً، ص - ـ

Ibad, 44 45.

ـ محمد عظیم حاصلپوری خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، ص ـ

Muhammad Azeem Hasilpori, Khawateen ka encyclopedia ma tuhfat un nisa, 45

ـ سید ضیاءالدین عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام، ص ـ

Syed Ziya ul deen, aurat qabl az islam aur bad az islam, 47.

ـ مبارک علی، تاریخ اور عورت (فکشن ہاؤس لاہور، س،ن) ص ـ

Mubarak ali, Tareekh aur aurat(Lahore,fiction Huose)51.

ـ سید ضیاءالدین عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام، ص - ـ

Syed Ziya ul deen, aurat qabl az islam aur bad az islam,45 46.

ـ عمری، جلال الدین انصری، عورت اسلامی معاشرہ میں (اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ء) ص ـ

Umri,Jalal ud deen, Aurat Islami Muashre mein(Lahore,Islamic publications private limited2005)28

ـ ندوی، محمد عزیز اللہ، اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، ص - ـ

Nadvi,Muhammad aziz ullah, islam mein aurat ka darja aur us ke Huqooq o Faraiz,38 39.

ـ النحل: - ـ

Surah al nahal,58 59.

ـ سید ضیاءالدین، عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام، ص - - ـ

Syed Ziya ul deen, aurat qabl az islam aur bad az islam,66 67 68

ـ اکبر شاہ خان نجیب آبادی، تاریخ اسلام (مکتبہ خلیل، اردو بازار لاہور، ء) ج ، ص ـ

Akber Shah Khan Najeeb Abadi, Tareekh e islam(Lahore, Maktabah Kalil, urdu bazaar 2004)63.

ـ سید ضیاءالدین، عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام، ص ـ

Syed Ziya ul deen, aurat qabl az islam aur bad az islam,70

ـ محمد عظیم حاصلپوری، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، ص ـ

Muhammad Azeem Hasilpori, Khawateen ka encyclopedia ma tuhfat un nisa, 37

ـ عمری، جلال الدین انصری، عورت اسلامی معاشرہ میں، ص ـ

Umri,Jalal ud deen, Aurat Islami Muashre mein,18

ـ محمد عظیم حاصلپوری، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، ص ـ

Muhammad Azeem Hasilpori, Khawateen ka encyclopedia ma tuhfat un nisa,38

ـ عمری، جلال الدین انصری، عورت اسلامی معاشرہ میں، ص ـ

Umri,Jalal ud deen, Aurat Islami Muashre mein,18

ـ محمد عظیم حاصلپوری، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، ص ، ـ

Muhammad Azeem Hasilpori, Khawateen ka encyclopedia ma tuhfat un nisa, 39 40

ـ لیلی احمد، عورت، جنسی تفریق اور اسلام، مترجم خلیل احمد (مطبوعہ مشعل، لاہور،)ص ـ

Laila Ahmed, Aurat Jinsi Tafreeq aur islam, Mutarajjim Khalil Ahmed(Lahore, Matbooah Mishal1995)27.

ـ عباس محمود عقار، المرأۃ القرآن (دار الھلال، مصر، س،ن)ص ، ـ

Abbas Mahmood iqaar, Al Marat ul Quraan(Misr Dar ul Hilal)75 76.

ـ حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ـ

Hafiz Muhammad Sani, Muhsin e insaniyat aur isani Huqooq 314

ـ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الطبری (مؤسسۃ الرسالہ، س،ن)ج ،ص ـ

Tabari Abu Jaffer Muhammad bin Jarer, Al Tareekh Al Tabari(Muassisat ul Risalah)3/138

ـ حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ـ

Hafiz Muhammad Sani, Muhsin e insaniyat aur isani Huqooq 315.

ـ شہرستانی، محمد بن عبد الکریم، الملل والنحل (مطبعۃ الازہر، مصر،)ص ـ

Shehristani, Muhammad bin abd ul Kareem, al milal wal nihal(Misr Matbah al Azhar1970) 80

ـ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الطبری، ج ،ص ـ

Tabari Abu Jaffer Muhammad bin Jarer, Al Tareekh Al Tabari(Muassisat

ul Risalah)2/88

حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ، ۔

Hafiz Muhammad Sani, Muhsin e insaniyat aur isani Huqooq 318 319.

ایضا، ص ۔

Ibad 317.

محمد عظیم حاصلپوری، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، ص ۔

Muhammad Azeem Hasilpori, Khawateen ka encyclopedia ma tuhfat un nisa 41.

حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ، ۔

Hafiz Muhammad Sani, Muhsin e insaniyat aur isani Huqooq 318 319

التین :۔

Surah al Teen 4

الاسراء: ۔

Surah al Isra 70

شوری: ، ۔

Surah al Shoora 49 50.

بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری (قدیمی کتب خانہ، کراچی،)ج ،ص ۔

Bukhari Abu Abd ullah Muhammad bin Ismaeel Al jaame Al Saheh Al Bukhari(Karachi Qadeemi Kutub Khana1961) 2/779.

تکویر: ، ۔

Surah al Takveer 8 9

ابوالحسین مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، ((قدیمی کتب خانہ، کراچی،)ج ،ص ۔

Abu al Hussain Muslim Bin Hajjaj, Al Saheh Al Muslim(Karachi Qadeemi Kutub Khana1956)2 75.

عمری، جلال الدین انصری، عورت اسلامی معاشرہ میں، ص ۔

Umri,Jalal ud deen, Aurat Islami Muashre mein 56.

حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ، ۔

Hafiz Muhammad Sani, Muhsin e insaniyat aur isani Huqooq 395 396.

ابوالحسین مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، ج ،ص ۔

Abu al Hussain Muslim Bin Hajjaj, Al Saheh Al Muslim 1 475

ے متقی، علاؤالدین علی، کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال(مکتبۃ التراث، حلب، س،ن)ج ،ص ۔

Muttaqui Alao Ud deen Ali, Kanz Al Umaal fi Sunan al aqwal al afaal(Halb Maktabah al Turaas)16/461

ے سید عبداللہ شاہ، اصلاح المسلمین(مکتبہ غفوریہ، مسلم سوسائٹی، کراچی،)ص ۔

Syed Abdullah Shah Islah Al Muslimeen(Karachi,Maktabah Ghafooria Muslim Society2011) 92.

ے بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، ج ،ص ۔

Bukhari Abu Abd ullah Muhammad bin Ismaeel Al jaame Al Saheh Al Bukhari 2 883

ے ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح(قدیمی کتب خانہ، کراچی،)ج ،ص ، ۔

Abu Abdillah Muhammad bin Abdullah, Mishkat al Masabeh(Karachi Qadeemi Kutub Khana 1368) 2 418 419.

ے لقمان: ۔

Surah al Luqman 15

ے ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، ج ،ص ۔

Abu Abdillah Muhammad bin Abdullah, Mishkat al Masabeh 2/319

ے الاسراء: ۔

Surah al Isra 23.

ے تکویر: ، ۔

Surah al Takveer 8 9.

ے سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد(مکتبہ رحمانیہ لاہور، س،ن)ج ،ص ۔

Sajistani Suleman bin Ashasm Sunan Abi Dawood(Lahore Maktabah Rahmania)2/359.

ے ابوالحسین مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، ج ،ص ۔

Abu al Hussain Muslim Bin Hajjaj, Al Saheh Al Muslim, 2/330.

ے سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ج ،ص ۔

Sajistani Suleman bin Ashasm Sunan Abi Dawood(Lahore Maktabah Rahmania)2/360

ے سید ضیاء الدین، عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام، ص ، ۔

Syed Ziya ul deen, aurat qabl az islam aur bad az islam 117 118

ے بقرہ: ۔

Surah al baqarah 228

ے طبری، امام محمد بن جریر، تفسیر طبری (دار المعرفة، بیروت، س،ن) ج ،ص ۔

Tabari Imam Muhammad bin Jarer, Tafseer Tabari(Beroot Dar al Marifah)2/467.

ے نووی، یحیی بن اشرف، ریاض الصالحین (کتب خانہ فیضی، لاہور، س،ن) ص ۔

Nawwi, Yahya bin Ashraf, Riyaz al Saliheen(Lahore Kutub Khana Faizi)158.

ے ابو عیسی، محمد بن عیسی، ترمذی، جامع الترمذی (کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی، س،ن) ج ،ص ۔

Abu Esa Muhammad bin Esa Tirmizi, Jami Al Tirmizi(Rawalpindi, Kutub Khana Rasheedia)2/228.

ے حجرات: ۔

Surah al Hujraat 13

ے توبہ: ۔

Surah al Taubah 71.

ے ابو سعد احسان الحق، اسلام، عورت اور یورپ (دار الاندلس، لاہور،) ص ۔

Abu Saad Ehsan Ul Haq, Islam aurat aur Europe(Lahore Dar ul Undlus 2004) 25.

ے اکبر شاہ خان نجیب آبادی، تاریخ اسلام، ج ص، ۔

Akber Shah Khan Najeeb Abadi, Tareekh e islam 1/201

ے ابو عیسی، محمد بن عیسی بن سورۃ ترمذی، جامع ترمذی، ج ،ص ۔

Abu Esa Muhammad bin Esa Tirmizi, Jami Al Tirmizi, 2/12

ے ابو عیسی، محمد بن عیسی بن سورۃ ترمذی، جامع ترمذی، ج ،ص ۔

Abu Esa Muhammad bin Esa Tirmizi, Jami Al Tirmizi, 2/12